حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم آپ کی شخصیت اور اُصولِ حیات

نحمدہٗ ونصلی علی رسولہ الکریم، اما بعد: حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی سیرتِ مقدسہ پر بات چیت کرتے وقت ہمیں یہ بات مدنظر رکھنی چاہیئے کہ یہ بات چیت کسی ایک انسانِ محض سے متعلق نہیں اس لئے کہ انسان بہرحال وراثت اور ماحول کا پروردہ ہوتا ہے اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی شخصیت اس سے بالکل مختلف ہے۔ آپؐ کی شخصیت پر نہ تو وراثت کا اثر ہے کہ نہ عقلِ محض کا اور نہ ماحول کا۔ اسی طرح اس بات کو بھی پیش نظر رکھنا چاہیئے کہ یہ بات چیت کسی انسانی نظریۂ حیات کے متعلق بھی نہیں اس لئے کہ انسانی نظریۂ حیات بہرحال کسی نہ کسی انسان کے دماغ کی تخلیق ہوتا ہے اور اس کا پیش کرنے والا کتنا بھی عظیم اور قابل کیوں نہ ہو وہ مکمل حتمی اور آفاقی نہیں ہو سکتا۔ اُس میں کچھ نہ کچھ نقص اور تغیر و تبدل کی گنجائش ضرور رہتی ہے مگر جو اصولِ حیات نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے دنیا کو عطا کیا اُسمیں نہ تو کسی قسم کا نقص ہے اور نہ کسی تبدیلی کی گنجائش ہے بلکہ وہ ابد الآباد تک کے لئے حرفِ آخر کی حیثیت رکھتا ہے چنانچہ اب یہ سوال پیدا ہوتا ہے کہ آپؐ کی شخصیت کیا ہے اور جو اصولِ حیات آپؐ نے دنیا کو عطا کیا اس کی نوعیت کیا ہے۔

آغازِ کائنات سے آج تک اس کائنات کی ابتداء و انتہا اور مقصدِ تخلیق کے متعلق بے شمار نظریات پیش کئے گئے ہیں ان تمام نظریات کو اگر کسی ایک بنیادی اختلاف کی بناء پر دو بڑے حصوں تقسیم کر لیا جائے تو ایک طرف وہ نظریہ آئے گا جس کی رُو سے یہ کائنات اللہ رب العزت کی ... ہی اس کا منتظم ہے اور اسی کی طرف سب کو لوٹ کر جانا ہے اور اُسی کے ارشاد کے مطابق

مقصدِ تخلیق یہ ہے کہ مخلوق اپنے خالق کی اطاعت گذار ہو۔ اور دوسری جانب وہ تمام نظریات آئیں گے جن کے مطابق یہ کائنات یا تو حادثہ کا نتیجہ ہے یا ذاتی ارتقاء سے وجود میں آئی ہے یا پھر سرے سے اس کا کوئی وجود ہی نہیں بلکہ ہر چیز محض وہم و گمان پر مبنی ہے۔ جہاں تک مقصدِ وجود کا تعلق ہے ان تمام نظریات کے مطابق مقصدِ حیات صرف یہ ہے کہ انسان مزے کی زندگی گذارے اور زیادہ سے زیادہ مادی نفع حاصل کرے۔

سترھویں صدی عیسوی سے لے کر انیسویں صدی عیسوی تک کی تمام جدید سائنسی ترقی کی بنیاد اس دوسرے نظریہ پر ہی رہی مگر بالآخر سائنسداں خود اپنے سائنسی مشاہدات اور تجربات کی بناء پر اس نتیجے پر پہنچے کہ یہ کائنات خود ساختہ نہیں اور نہ یہ کسی حادثے کے نتیجے میں وجود میں آئی ہے بلکہ یہ ایک خالق کی تخلیق ہے اور اسی کے احکامات کی پابند ہے یہی وہ حقیقت ہے جس کو اللہ تبارک و تعالیٰ آغازِ کائنات سے ہی اپنے پیغمبروں کے ذریعے انسانوں کو بتلاتے رہے ہیں مگر چونکہ انسان بنیادی طور پر وراثت، عقل اور ماحول کا پروردہ ہے اور فطرۃً اس میں خود اپنی مرضی اور انتخاب سے اپنے لئے راہِ عمل متعین کرنے کی صلاحیت بھی موجود ہے اس لئے وہ ہمیشہ سے نفس کا شکار رہا ہے اور اس لئے ابتداء ہی سے انسان کے لئے اس دنیا میں زندگی گذارنے کے دو راستے رہے ہیں۔ ایک وہ جو اللہ تبارک و تعالیٰ نے خود اپنے پیغمبروں کے ذریعہ بتایا۔ اور دوسرا وہ جو انسان نے خود وراثت، عقل اور ماحول کے زیرِ اثر اختیار کیا تاریخ عالم اس بات کی گواہ ہے کہ روحانی اعتبار سے دوسرا راستہ ہمیشہ کفر و شرک پر منتہی ہوا، اور انسان نے یا تو سرے سے خدا کا انکار کیا یا پھر ایک سے زائد خداؤں کی پرستش کی اور آسمان، چاند، سورج، ستاروں، پتھروں اور جانوروں تک کی پوجا شروع کر دی اور مادی اعتبار سے یا تو سرمایہ داری کی صورت میں ملکی دولت سمٹ کر چند ہاتھوں میں آگئی اور آبادی کا بیشتر حصہ ضروریاتِ زندگی سے محروم کر دیا گیا یا پھر کمیونزم کی صورت میں ملک کا تمام سرمایہ حکمران ٹولے کے ہاتھ لگ گیا اور عامۃ الناس روٹی کے ٹکڑوں تک کے لئے حکومت کے محتاج بنا دیئے گئے۔

اس کے برعکس دوسرا راستہ وہ ہے جو وہ خالق کائنات نے خود اپنے بندوں کے لئے بنایا۔ جس میں روحانی اور مادی دونوں اعتبار سے انسان نہ تو وراثت کے زیرِ اثر ہے نہ عقلِ محض کے اور نہ ماحول کے بلکہ ہر معاملے میں حکمِ خداوندی کا پابند ہے۔ اسی راستے کو اسلام کا نام دیا گیا ہے اور اللہ کا ہر

نبی اسی راستے کا داعی بن کر آیا۔ اس راستے کی نوعیت کو سمجھنے کے لئے اس حقیقت کا سمجھنا ضروری ہے کہ ہر چیز کی حقیقت اس کا مقصد اور اس مقصد کو حاصل کرنے کا طریقہ یہ سب کچھ صرف اور صرف اس چیز کا خالق ہی صحیح اور حتمی طور پر بتا سکتا ہے کسی دوسرے شخص کے لئے اس کا بتانا ممکن نہیں، یہی وجہ ہے کہ جب کوئی ماہر ادویات کوئی نئی دوا ایجاد کرتا ہے تو وہ اس کے اجزا اور اس کی ترکیب استعمال بھی بتاتا ہے یا جب کوئی سائنسداں کوئی نئی مشین بناتا ہے تو اس کا مقصد اور اس کو چلانے کا طریقہ بھی بتاتا ہے۔ اگر دوا کو اس کی ترکیبِ استعمال کے مطابق استعمال نہ کیا جائے یا مشین کو اس کے مقررکردہ اصولوں کے مطابق نہ چلایا جائے تو صرف یہ کہ اس سے اصل مقصد حاصل نہیں ہوگا بلکہ نقصان کا بھی اندیشہ رہے گا۔ انسان کا خالق خود انسان یقیناً نہیں ہے۔ چنانچہ انسانی زندگی کو گذارنے کا صحیح طریقہ متعین کرنا انسان کے بس کی بات نہیں۔ اسی طرح تخلیق کی ابتدا و انتہاء اور اس کے مقصد کو بتانا بھی انسانی قوت و طاقت سے باہر ہے۔ یہ کام صرف خالقِ کائنات کا ہے کہ کائنات کی اصل اور اس کے مقصد کو ظاہر کرے اور اس مقصد کو حاصل کرنے کے طریقے بتائے چنانچہ اسی کام کے لئے وقتاً فوقتاً اللہ کے پیغمبر مبعوث ہوتے رہے اور وقتی ضرورتوں کے مطابق انسانی زندگی کے متعلق احکامات کا نزدل ہوتا رہا۔ یہاں تک کہ عقل و فہم کے اعتبار سے انسان اس منزل تک پہنچا جہاں سے تہذیبِ انسانیت کا آغاز ہوا۔ اور علوم و فنون کی داغ بیل پڑی یہی وہ مقام ہے جس کو انسانی زندگی میں طلوعِ سحر کے نام سے موسوم کیا جا سکتا ہے اور اسی طلوعِ سحر کے وقت ختمی المرتبت حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا ظہور ہوا۔ اور آپؐ پر از سرِ نو احکاماتِ الٰہی کا نزدل شروع ہو کر تکمیل کو پہنچا۔ اور اَلْیَوْمَ اَکْمَلْتُ لَکُمْ دِیْنَکُمْ کہہ کر دین کی تکمیل کا اعلان کر دیا گیا اور نہ صرف تکمیل کا اعلان کر دیا گیا بلکہ اسے مزید یہ کہہ کر اس پر خاتمیت کی مہر بھی لگا دی کہ اِنَّ الدِّیْنَ عِنْدَ اللّٰہِ الْاِسْلَامُ یعنی دین اللہ کے نزدیک بلاشبہ اسلام ہے۔ چنانچہ وَمَنْ یَّبْتَغِ غَیْرَ الْاِسْلَامِ دِیْنًا فَلَنْ یُّقْبَلَ مِنْہُ یعنی جو کوئی اسلام کے علاوہ کوئی اور دین لے کر آئے گا تو وہ قابل قبول نہ ہوگا۔

حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اسلام پر پوری طرح عمل کیا اور اسلام کو انسانی زندگی میں نافذ کر دیا۔ اسلام اطاعتِ الٰہی کا نام ہے۔ چنانچہ پہلا سوال کہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی شخصیت کیا ہے اس کا جواب یہ ہے کہ آپؐ کی شخصیت اطاعتِ الٰہی کا مجسم ہو جانا ہے اور دوسرا سوال

کہ آپؐ نے جو اصولِ حیات عطا کیا اس کی نوعیت کیا ہے اس کا مختصراً جواب یہ ہے کہ وہ اصولِ حیات اطاعتِ الٰہی ہے اور یہ اصولِ حیات آپؐ کا اپنا وضع کردہ نہیں بلکہ خود خالقِ کائنات کا بنایا ہوا ہے اور اطاعتِ الٰہی کس طرح ہونی چاہیئے اس کے لئے تفصیلی احکامات قرآن کی صورت میں نازل کئے گئے اور ان کی عملی تفسیر احادیث میں موجود ہے۔ بہ الفاظِ دیگر وہ زندگی جو مقصدِ تخلیقِ کائنات ہے الفاظ کی صورت میں قرآن ہے اور عمل کی صورت میں محمد صلی اللہ علیہ وسلم۔

اس مقام پر آکر یہ بات بھی واضح ہوجاتی ہے کہ چونکہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی حیاتِ مقدس مجسم اطاعتِ الٰہی ہے اس لئے وہی تمام انسانوں کے لئے احکاماتِ خداوندی پر عمل کا نمونہ ہے اور انسانی زندگی کی کامیابی اسی نمونے پر عمل کرنے میں ہے چنانچہ ارشادِ باری تعالیٰ ہے کہ:

لَقَدْ كَانَ لَكُمْ فِي رَسُولِ اللَّهِ أُسْوَةٌ حَسَنَةٌ (الاحزاب ۳۳/۲۱)

یعنی تمہارے لئے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی زندگی میں بہترین نمونہ ہے۔

مزید فرمایا کہ:

مَنْ يُطِعِ الرَّسُولَ فَقَدْ أَطَاعَ اللَّهَ (نساء ۴/۸۰)

یعنی جس نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی اطاعت کی تو بیشک اس نے اللہ کی اطاعت کی۔

ایک اور آیت میں ارشاد فرمایا:

قُلْ إِنْ كُنْتُمْ تُحِبُّونَ اللَّهَ فَاتَّبِعُونِي يُحْبِبْكُمُ اللَّهُ (عمران ۳/۳۱)

یعنی (اے پیغمبر لوگوں سے) کہدو کہ اگر تم خدا کو دوست رکھتے ہو تو میری اطاعت کرو خدا بھی تمہیں دوست رکھے گا۔

چنانچہ ظاہر ہوا کہ انسانی زندگی کی فلاح اور کامیابی صرف حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی اطاعت میں ہے۔

وَمَا عَلَيْنَا إِلَّا الْبَلَاغ